بـــــــاب دوم

تعلیمِ نســـــاں کـــی اہمیــــــت

معاشرتی زندگی میں مرد اور عورت دونوں کی اہمیت ہے ۔مرد اور عورت دونوں معاشرے کے اہم ستون اور خانگی زندگی کے اہم ترین عناصر ہیں جن میں سے ایک کا بگاڑ دوسرے کا بگاڑ اور پھر پورے خاندانی اور معاشرتی نظام کے بگاڑ کا سبب بن سکتا ہے۔ جب خاندان کے اصلاح و بگاڑ میں دونوں کا ہاتھ ہے تو کیا یہ سخت غلطی نہیں ہو گی کہ ایک کو بالکل نظر انداز کر کے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا جائے ۔کیا دنیا کا کوئی شخص اپنے جسم کے نصف حصے کو بیکار اور مفلوج کر دینے کے بعد صحیح طرح سے زندگی کے میدان میں اپنا کردار نبھا سکتا ہے۔

انسانی معاشرے میں عورت اور مرد ایک دوسرے کے محتاج ہیں ۔ مرد انسانیت کے ایک حصے کی ترجمانی کرتا ہے ، اور عورت دوسرے حصے کی ترجمانی کرتی ہے ۔دنیا کی اکثر تہذیبیں عورت اور مرد کے درمیان تمام روابط میں مساوات قائم کرنے میں ناکام رہی ہیں ۔ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جہاں عورت کو ایک حسین بازاری شے سے زیادہ اہمیت نہیں دی گئی ۔ اس کے حصول کیلئے لڑائی اور جوئے کی بازی میں اسے ہار جانا بھی کوئی باعثِ ننگ نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح دیگر قوموں میں عورت کی حیثیت کوئی قابلِ رشک نہیں رہی ۔بلکہ اکثر اقوام میں اسے مصیبت کی جڑ خیال کیا جاتا رہا ہے۔(1)

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ کم و بیش 26 انسانی تہذیبوں نے مختلف ادوار میں اپنے نقوش لوحِ حیات پر چھوڑے ہیں ۔ مصری ، عراقی ، بابلی ، سمیری ، ہندی ،

یونانی ، رومی ، بازنطینی ، ٹوئن بی نے اپنی کتاب *Study of History* میں ان سب کا بڑی خوبی سے احاطہ کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نظامِ زندگی پر بالعموم مرد غالب رہا اور بہت کم ایسا ہوا کہ عورت کا وجود الگ تسلیم کیا گیا ہو، اس کا تشخصِ ذاتی برقرار رہا ہو۔ ہندی تہذیب میں تو شوہر کے بعد اس سے زندہ رہنے کا حق بھی سلب کر لیا جاتا تھا۔ صیہونیت کے اس عقیدے سے کہ معصیتِ اوّل کے ارتکاب کی محرک حوّا تھیں اِس لئیے اس کا وجود نافرمانی اور گناہ کی علامت بن گیا۔ (2)

بائبل کی کتاب "پیدائش" میں اس حوالے سے "دی ویمن بائبل" کی تالیف کار خاتون الزبتھ کیڈی کاشن نے حضرتِ حوّا کا بڑا دفاع کیا لیکن مسیحیت بنیاد لٹریچر کا کیا کیا جائے کہ جس میں بروایت "ہسٹری آف یوروپین مارلز" بار بار کہا گیا ہے کہ عورت جہنم کا دروازہ اور تمام آفات وبلیاتِ حیاتِ انسانی کا باعث ہے۔ اسے اپنے آپ کو ذلیل سمجھتے رہنے کیلئے یہی کافی ہے۔ (3)

"میں جب 17 سال کی تھی، اس وقت سے مجھے یہی تجربہ ہوا کہ خوفناک قسم کے مرد سوٹ میں ملبوس اور عینک لگائے ہوئے عورت کا پیچھا کر رہے ہیں۔ عورت محض جنس کی علامت ہے" (4)

"عورت اور مرد کے کام میں تخصیص اس بات سے کی جا سکتی ہے۔ کہ عورت بین الاقوامی طور پر گھر کے کام کیلئے بنائی گئی ہے"۔ (5)

مسز ریگن کے مطابق "عورت کو صرف اس بات پر توجہ مرکوز کرنی چاہئیے کہ وہ اپنے گھر کو کیسے بہترین اور خوشیوں کا گہوارہ بنا سکتی ہے"۔ (6)

عورت کے حوالے سے ان آراء کے برعکس عورت کو بے پناہ اہمیت بھی دی گئی ہے جو دراصل عورت کے بارے میں بہتر سوچ کی آئینہ دار ہے اور اس سوچ کے مطابق بقول علامہ شبیر بخاری ماہرینِ لسانیات کے نزدیک انسانِ نومولود کے متحرک لبوں کی پہلی صوتیاتی سعی کے حروفِ آغاز "ام ، اماں ، ما ، ماں "ہوتے ہیں اور ان حروف ۔ الفاظ اور ان کے مشتقات سے جس تقدس مآب ذات کا تصور ذہنوں میں منتقل ہوتا ہے، وہ عورت ہے جس کی آغوشِ محبت سے کائنات ہست وبُود میں ربوبیت اور رحمتِ الٰہی کا پہلا ظہور ہوا ہے اور اگر آج دنیائے حرف و معانی کی ادبیاتِ عالیہ کا بیشتر سرمایۂ کمال اس کے ذکرِ جمیل کے لئیے وقف ہے تو وہ اس عظیم قوت ، محبت ، تخلیق و تعمیر کے حضور عاجزانہ اظہارِ تشکر ہے ۔ (7)

اس سے پہلے کہ تعلیمِ نسواں کی ضرورت و اہمیت کے بارے میں کچھ بیان کیا جائے ۔ بہتر ہے کہ ہم تعلیم کے بارے میں جان لیں کہ یہ کیا ہے ــــــ لُغت کے اعتبار سے تعلیم کا مادہ علم ہے جس سے مراد ہے کسی چیز کا ادراک کرنا ۔ تعلیم کے معنی بار بار اور کثرت کے ساتھ علم دینے کے ہیں ۔ حتیٰ کہ متعلم کے ذہن میں اس کا اثر پیدا ہو جائے ۔ انگریزی زبان کا لفظ Education لاطینی لفظ Edex سے نکلا ہے ۔ جس کا مطلب ہے نکالنا اور DUCER سے مراد رہنمائی ہے ۔ مراد معلومات کو جمع کرنا اور مخفی صلاحیتوں کو نکالنا (اجاگر کرنا) ہے ۔ (8)

ورلڈ انسائیکلوپیڈیا کے مطابق :

" تعلیم وہ عمل ہے جو افراد کی مہارتوں ، عادات واطوار، اقدار اور طرزِ عمل کے بارے

میں علم حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے ۔ یہ افراد کی زندگی کو مزید بہتر بنانے اور تبدیلیوں کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے میں مدد دیتا ہے"۔ (9)

ڈکشنری آف ایجوکیشن کے مطابق" تعلیم سے مراد وہ معاشرتی عمل ہے ۔ جس کے تحت لوگ مخصوص ماحول (جیساکہ سکول) کے زیرِ اثر سماجی مہارتیں اور بہتر انفرادی نشوونما حاصل کرتے ہیں ۔ (10)

چینی کہاوت ہے کہ اگر تمہارا منصوبہ سال بھر کیلئے ہے تو فصل کاشت کرو ۔ اگر تمہارا منصوبہ دس سالہ ہے تو درخت لگاؤ اور دائمی ہے تو افراد پیدا کرو ۔ (11)

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے آدمؑ کی فضلیت کے بارے میں بتاتا ہے ۔ اور فرشتوں کو حکم دیتا ہے ۔ کہ وہ انسان کو (اس کی علم کی بہتری کے باعث) سجدۂ تعظیم کریں ۔ (12)

محمد حسین زبیری نے جسٹس امیر علی کے تعلیم کے بارے میں خیالات بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ

"میرے نزدیک ایسی کوئی تعلیم مکمل یا جامع نہیں کہلوا سکتی جسکا مقصد کردار کی اصلاح اور درستی نہ ہو ۔ تعلیم کو خصوصاً ابتدائی مدارج میں ہر قوم کی خاص ضرورتوں اور اخلاقی حاجتوں کے موافق کرنا چاہئیے اور نوجوانوں کی اخلاقی تعلیم پر زور دینا چاہئیے ۔" (13)

ڈاکٹر پروفیسر خالد علوی علم کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ معلم ہے اور انبیاء کرامؑ معلمین ہیں انسانی فضلیت کا راز بھی علم میں ہے ۔ آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر فوقیت ان کے صاحبِ علم ہونے کی بناء پر دی گئی تھی ۔ (14)

"حضورؐ نے علم سیکھنے اور سکھانے کو پسند فرمایا ہے ۔ بلکہ خود اپنے معلم ہونے پر فخر کیا ہے"۔ (15)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں - ایک دن حضور مسجد نبوی میں تشریف لائے تو دو جماعتیں بیٹھی تھیں - ایک جماعت ذکر میں مشغول تھی اور دوسری جماعت کے لوگ سیکھنے سکھانے میں لگے ہوئے تھے۔آپ نے فرمایا دونوں جماعتیں نیک کام میں لگی ہوئی ہیں - لیکن ان میں سے ایک جماعت دوسری جماعت سے افضل ہے - یہ لوگ تو ذکرِ الٰہی اور دُعا اور استغفار میں لگے ہوئے ہیں - اور مجھے تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔یہ کہہ کر آپ دوسری جماعت کے ساتھ بیٹھ گئے - (16)

حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ علم مال و دولت سے کہیں بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے - اور مال کی حفاظت تمہیں کرنا پڑتی ہے - اور پھر فرمایا علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم بڑھتا ہے۔ (17)

امین فارسی فرماتے ہیں کہ علم اندھے پن کے مقابلے میں دلوں کی حفاظت ، تاریکی میں آنکھوں کا نور اور انحطاط کے مقابلے میں جسم کا قلعہ ہے۔ (18)

جسٹس امیر علی کہتے ہیں کہ علم کے ذریعے خدا کا بندہ خیر کی پابندی کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتا ہے اور دنیا میں بادشاہوں کا ہمسر ہو جاتا ہے اور آخرت میں کمال حاصل کر لیتا ہے۔ (19)

جس علم کا سیکھنا ہر ایک کیلئے فرض قرار دیا گیا ہے - وہ خدا تعالیٰ کی شریعت اور خصوصاً اس کے فرائض و واجبات کا علم ہے۔اس کے ساتھ دوسرے علوم کا اس حد تک حصول جو شریعتِ الٰہی کے احکام اور اس کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے کیلئے درکار ہو مثلاً علمِ طبیعات - علمِ حساب - علمِ جغرافیہ - علمِ نجوم - سیاسیات، اقتصادیات - علمِ قانون اور صنعت و تجارت وغیرہ کیونکہ ان کے حصول کے بغیر انسان کی انفرادی اور اجتماعی اور تمدنی

زندگی کے مسائل کا فہم و ادراک اور ان پر اصولِ شریعت کا انطباق کرنا ممکن نہیں ہے ۔[20]

محمد یوسف اصلاحی لکھتے ہیں کہ علم سے دلوں کو زندگی نصیب ہوتی ہے۔جسطرح مردہ زمین پانی سے لہلہا اٹھتی ہے، علم دل کے اندھے پن کو اسی طرح دُور کرتا ہے جس طرح چاند گُھپ اندھیرے کو دُور کرتا ہے۔[21]

احمد شلبی کے نزدیک" علم کے سیکھنے میں کسی معمولی سے معمولی آدمی سے بھی ہرگز نہ ہچکچائیے کیونکہ بیش قیمت موتی کو محض اس لئیے کون چھوڑ سکتا ہے کہ اسے معمولی غوطہ خور نے نکالا ہے"۔[22]

غلام عابد خان نے ایک مثالی نظامِ تعلیم کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ ہر انسان کے بنیادی حقوق کا تحفظ ہو اور ہر انسان اپنی صلاحیتوں ، میلانات اور رجحانات کے مطابق ترقی کر کے معاشرے میں اپنا مقام حاصل کرے اور اس کے ساتھ ساتھ آقا اور بندے کا جو تعلق ہے اس کے پیشِ نظراپنی آخرت کو بھی سنوار سکے ۔ان جملہ مقاصد کی تکمیل کیلئے حضورؐ نے جس تعلیمی نظام کی بنیاد رکھی ۔اس کو ایک انقلاب کی حیثیت حاصل تھی ۔[23]

احادیث میں جابجا علم کے حصول کی تاکید فرمائی گئی ہے۔چند احادیث کا ترجمہ درج ذیل ہے۔[24]

- جو حصول علم کے لئیے سعی کرتا ہے وہ اللّٰہ کی عبادت کرتا ہے۔
- علم نیکی اور بدی میں تمیز کرنا سکھاتا ہے۔
- علم ہی کے ذریعے انسان نیکی کے اعلیٰ مدارج تک پہنچتا ہے۔
- علم جنت کے راستوں کا نشان ہے۔

- علم آنکھوں کا نُور ہے ۔
- علم دلوں کی روشنی ہے ۔
- علم سفر کا ساتھی ہے۔
- علم سے حلال اور حرام کی پہچان ہوتی ہے ۔
- علم کیلئے جدوجہد، پچھلے گناہوں کی تلافی ہے۔
- علم کا طالب خدا کی رحمتوں کا متلاشی ہے۔
- قلم کی سیاہی ، اللہ کو شہید کے خون سے زیادہ عزیز ہے۔
- علم کی طلب میں نکلنا عبادت کے زمرے میں آتا ہے۔

تعلیم کی تعریف، اہمیت اور مقصد واضح ہونے کے بعد ضروری ہے کہ اب ہم اس کا اطلاق انسانی معاشرہ پر کریں ۔ اس سلسلے میں دیکھتے ہیں کہ عورتوں کے لئیے تعلیم کیوں ضروری ہے ؟

الــــف ۔ تعلیــــمِ نســــواں کــی ضـــرورت

معاشرے میں عورت اور مرد دونوں کی اہمیت ہے ۔ اس لحاظ سے معاشرے کو خوشحال بنانے کے لئیے دونوں کو خوشحال بنانا ہو گا۔دونوں کی اہمیت کو تسلیم کرنا ہو گا۔ اور اس مقصد کے لئیے دونوں اصناف کی تعلیم ضروری ہے۔ تعلیم ہی ایک ایسی قوت ہے جو کہ معاشرہ میں خوشحالی اور کامیابی کی ضامن ہے ۔تعلیمِ نسواں کی ضرورت کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے ۔ کہ اعمال و افکار اور دیگر حقوق ، فرائض میں عورت کو مساوی مرتبہ دیا گیا ہے۔ اور اسے مرد کا غلام نہیں ٹھہرایا گیا ہے۔دونوں اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں ۔ قرآن پاک

میں ہے ۔

"کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا" ۔ (25)

(ہر ایک اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے) ۔ عورت کے معاملات اور اس کے کردار کی ذمہ داری عورت کے اپنے اوپر عائد ہوتی ہے۔اس سلسلے میں مرد اس کی ذمہ داری نہیں لے سکتا۔ اس لحاظ سے عورت نے اپنا کردار خود ادا کرنا ہے۔

اسی طرح سے قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

" مردوں کو حصہ ہے اپنے کمائی سے ، عورتوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے" ۔ (26)

یعنی جو جیساکہ کرے گا ویسا بھرے گا ۔ اور مرد و عورت دونوں اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہیں ۔

ایک اور جگہ قرآن پاک میں ہے

" بے شک میں کسی کا بھی عمل ضائع نہیں کرتا، خواہ وہ عورت ہو یا مرد" ۔ (27)

(یعنی جو کچھ مرد کرے گا اس کا صلہ اسے ملے گا اور جو کچھ عورت کرے گی اس کا صلہ اسے ملے گا ۔ کوئی بھی عمل صرف اس بناء پر ضائع نہیں کیا جائے گا کہ وہ عورت کا ہے۔ جہاں باز پرس ہے وہاں انعام و اکرام بھی ہے ۔ اور اس میں عورت برابر کی حصہ دار اور حق دار ہے ۔) عورت کے لئیے بھی تعلیم اتنی ہی ضروری ہے جتنی معاشرہ کے دوسرے افراد کے لئے کیونکہ عورت اس معاشرہ ہی کا ایک حصہ ہے۔ اس کے لئیے بھی امربالمعروف اور نہی عن المنکر کا جاننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کسی بھی مرد کیلئے ۔ بلکہ عورت کی تعلیم کو مرد کی تعلیم سے زیادہ ضروری سمجھا گیا ہے۔

" ہماری یہ کوشش ہے کہ لڑکے پڑھیں یا نہ پڑھیں لڑکیاں ضرور پڑھ جائیں - کیونکہ پڑھی لکھی لڑکی جس گھر میں پہنچے گی، وہ گھر کو ٹھیک کر دے گی - اور آئندہ اس کی جو اولاد ہو گی وہ بھی پڑھ جائے گی - اور ان کی اخلاقی حالت بہتر ہو گی " (28)

بچوں کی تربیت اور نسلوں کی کردار سازی عورت کا اہم فریضہ ہے۔ چنانچہ ماں کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔ اگر ماں اچھے خیالات کی مالکہ ہو گی تو بچوں کے ذہنوں میں بھی یہی خیالات راسخ ہوں گے - ماں جس کی گود بچے کی اوّلین تربیت گاہ ہے ، اگر وہ علم سے آراستہ ہو گی تو ایک اچھی قوم جنم لے سکتی ہے۔

اسی لئیے نپولین نے کہا تھا۔ "مجھے ایک اچھی ماں دے دو - میں تمھیں ایک اچھی قوم (NATION) دے دونگا" ۔ اس سے مراد ہے کہ عورتیں حقیقت میں بچوں کی تربیت کی سب سے بڑی نگران ہوتی ہیں - اگر ہم مردوں کو صحیح تعلیم نہ دیں تو اس کا نتیجہ زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ مرد فرائضِ انسانی کو صحیح طرح سے ادا نہ کر سکیں گے - لیکن تعلیمِ نسواں نہ ہو تو اس کا نتیجہ ہو گا کہ ہمارا گھرانہ اور ہمارا خاندان بچوں کی اعلیٰ تربیت گاہ سے محروم ہو جائے گا اور اس کے جو قومی مسائل پیدا ہوں گے وہ بہت شدید ہوں گے - ضروری ہے کہ ہم موجودہ دور کی ضروریات اور پیشِ نظر نصب العین کی بنا پر ایسی تعلیم مہیا کریں جو ہماری عورتوں کو قابلِ تقلید مائیں بنا سکے ۔ (29)

مولانا مودودی بھی عورتوں کی تعلیم کے زبردست حامی تھے ان کے مطابق ـــــ

"عورتوں کو دینی اور دُنیوی علوم سیکھنے کی نہ صرف اجازت دی گئی ہے بلکہ ان کی تعلیم و تربیت کو اسی قدر ضروری قرار دیا گیا ہے جس قدر مردوں کی تعلیم و تربیت ضروری ہے - حضورؐ سے دینِ اخلاق کی تعلیم جس طرح مرد حاصل کرتے تھے - اسی طرح عورتیں

بھی حاصل کرتی تھیں - آپ نے ان کے لئیے اوقات مقرر کر دئیے تھے۔ (30)

حضورؐ کے وقت میں دارالارقم اور صُفّہ تعلیم کے سرچشمے تھے۔یہاں پر مردوں کی تعلیم کا انتظام تھا۔ یہ دیکھ کر عورتوں نے بھی اپنی تعلیم کے بارے میں آپ سے گزارش کی۔ اس پر حضورؐ نے ان کی تعلیم کا بھی بندوبست فرمایا۔

عہد نبوی میں تعلیم کے فروغ کے لئیے آنحضورؐ کی ازواجِ مطہرات حضور کا ساتھ بٹاتی تھیں - حضرت ام سلمہؓ اور حضرت حفصہؓ دونوں لکھنا پڑھنا جانتی تھیں - حضرت عائشہؓ اپنے وقت کی بہت بڑی معلمہ تھیں - لیکن یہ واضح رہے کہ اسلام نے مخلوط تعلیم کو کسی وقت بھی نہیں اپنایا - حضورؐ نے عورتوں کو نمازِ جمعہ اور جہاد جیسے اہم فرائض سے صرف اسی بنا پر مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ (مرد اور عورت کے اختلاط کی وجہ سے)۔حضورؐ نے عورتوں کی تعلیم کے بارے میں ایک دن مقرر فرما دیا۔اس بارے میں احتیاط کا یہ عالم تھا کہ اس دن عورتوں کے مسجد نبوی میں داخلہ کے لئیے دروازہ بھی علیحدہ مقرر فرما دیا۔ جواب تک "بابُ النساء" کے نام سے مشہور ہے۔ خلفائے راشدین کے دورِ حکومت میں تعلیمِ نسواں پر مناسب حد تک توجہ دی گئی - حضرت عائشہؓ کا گھر (حجرہ) تعلیمِ نسواں کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ (31)

حضورؐ عورتوں کی تعلیم کا خاص خیال فرماتے تھے۔ اور اس سلسلے میں حضورؐ نے لونڈیوں کو تعلیم دینے کی بھی ہدایت فرمائی ہے۔ اور اسے باعثِ ثواب قرار دیا ہے۔ (32)

حضورؐ سے عورتیں خود بھی دین کے بارے میں علم حاصل کرتی تھیں اور کبھی کبھی نمائندہ خواتین کو بھی بھیجا کرتی تھیں -

"اسی طرح مختلف اوقات میں بعض عوامی انجمنوں کو نمائندہ خواتین صنفِ نسوانی کی طرف سے حضورؐ کے رُوبرو پیش کرتی رہی ہیں ۔ (33)

امام غزالی کے نزدیک عورت کی تعلیم اس لئیے ضروری ہے کہ :-

بچہ اپنے والدین کے ہاں بطور امانت ہوتا ہے۔اس کا پاکیزہ قلب ہر قسم کے نقش اور صورت سے خالی ، نفیس جو ہر ہوتا ہے ۔اس پاکیزہ قلب پر جو کچھ نقش کر دیا جائے وہ اسے قبول کرنے کو تیار ہے۔جسطرف اسے مائل کریں ۔ ادھر مائل ہو جاتا ہے۔ (34)

امام غزالی کی بات کی تصدیق اسطرح ہوتی ہے کہ حدیث میں آیا ہے۔ (35) کہ عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بال بچوں کی نگران ہے اور بچوں کے بارے میں باز پُرس اس سے ہو گی ۔ (36)

غرضیکہ اولاد کی صحیح خطوط پر تربیت کے لئیے ماں کا تعلیم و تربیت یافتہ ہونا لازمی ہے ۔درحقیقت عورت کا اصل روپ اور اس کی اصل معراج اس کا ماں ہونا ہے۔ عورت کا فرض فیکٹریوں میں اشیاء کی پیداوار نہیں ۔ بلکہ انسانیت سازی ہے اور اسی میں اس کی عظمت ہے ۔یہ امر نا قابل تردید ہے کہ اقوام کا عروج ان کی ماؤں کے فیض کا نتیجہ ہوتا ہے ۔بڑے بڑے علماءِ بزرگ اور فضلا ء کی شہرت اور ناموری زیادہ تر ان کی ماؤں کی محنت اور تربیت کی مرہونِ منت ہے ۔اگر ان کی ماؤں کی مخلصانہ تربیت ان کے شامل حا ل نہ ہوتی ۔ تو وہ یقیناً بلند مراتب پر فائز نہ ہو سکتے ۔ دراصل مائیں ہی کسی قوم کی تقدیر کا فیصلہ کرتی ہیں ۔ (37)

جعفر شریف کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لڑکیاں تعلیم کے لئیے مدرسہ جاتی تھیں اور ہندوستان کے مسلم حکمرانوں کے عہد میں تعلیمِ نسواں پر بھی کافی توجہ دی

جاتی تھی ۔ (38)

سلطان غیاث الدین کے زنان خانے میں ایک وقت میں 15 ہزار خواتین ہوتی تھیں ان میں مدرسہ کی اُستانیاں ۔ گانے والیاں ۔ دعا و مناجات پڑھنے والی خواتین شامل تھیں ۔ (39)

اسلام کے قرنِ اول سے شروع کریں تو ہمیں بلاذری کا یہ بیان ملتا ہے کہ انتہائی ابتدائی دور میں اسلام میں پانچ عرب خواتین ایسی تھیں جو لکھنا پڑھنا جانتی تھیں ان کے نام یہ ہیں —

حفصہ بنت عمرؓ ۔ اُمّ کلثوم بنت عقبہؓ ۔ عائشہ بنت سعدؓ ۔ کریمہ بنت مقدادؓ اور سب سے بڑھ کر الشفا بنت عبداللہ عدویہؓ جنہوں نے حضرت حفصہؓ کو بھی پڑھایا تھا۔ حضورؐ نے ان سے کہا تھا کہ وہ آنحضرتؐ سے شادی کے بعد بھی حضرت حفصہ کو پڑھاتی رہیں ۔ (40)

اس بات سے اتفاق ہے کہ قرونِ وسطیٰ میں مسلم لڑکی کو گھر پر ہی تعلیم دی جاتی تھی ۔

اکثر و بیشتر باپ اپنی بیٹی کو پڑھایا کرتا تھا۔ جیساکہ عیسی بن مسکین (متوفی ۔ 278 ھ) نے کیا جو ظُہر تک تو اپنے شاگردوں کو درس دیا کرتےتھے۔ اور اس کے بعد اپنی بیٹیوں ، بھتیجیوں ، پوتیوں اور نواسیوں کو قرآنِ مجید اور دیگر علوم کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ شہرۂ آفاق شاعر الاعشاء اپنی بیٹی کو پڑھایا کرتے تھے۔ (41)

بعض حالات میں امراء اور خاندان شاہی کی لڑکیوں کیلئے اتالیق مقرر کئیے جاتے تھے ۔ (42)

عورت کے متعلق شاعرِ مشرق علّامہ اقبالؒ کے فکر کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ عورت ہی قوم اور معاشرہ کی بنیاد رکھتی ہے۔ اور اس کے تسلسل اور بقاء کی ذمہ دار ہے۔

آپ کے نزدیک عورت کی تعلیم ایک خاندان اور ایک پوری نسل کی تعلیم ہے ۔ (43)

علامہ اقبال عورت کو ماں اور بیوی کے روپ میں دیکھنا چاہتے ہیں اور انہیں عورت کا مغربی اندازِ فکر بالکل پسند نہیں ہے بلکہ ایسی عورت کے بارے میں وہ کہتے ہیں ۔ (44)

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت

تعلیمِ نسواں سے متعلق سوال کے جواب میں محمد حمید اللہ نے فرمایا :-

لڑکیوں کو عام طور پر مڈل سکول یا ہائی سکول تک تعلیم ان کی ضرورت کے مطابق دی جائے کیونکہ اس کے بعد ان کی شادی ہو جاتی ہے اور انہیں اپنے گھریلو کام کاج میں مشغول ہو جانا پڑتا ہے ۔ جن لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم دینے کی ضرورت ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ انتظام کو ترقی دی جا سکتی ہے اور خالص زنانہ یونیورسٹیاں نہ بھی بن سکیں تو بھی ان کی تعلیم کا ایسا بندوبست کیا جا سکتا ہے کہ وہ قباحتیں پیدا نہ ہوں جو اب پیش آتی رہتی ہیں ۔ (45)

آج کی دنیا میں معاش کا مسئلہ بہت اہمیت رکھتا ہے ۔ مختلف ماہرینِ تعلیم اور ماہرینِ معیشت کہتے ہیں کہ عورت آبادی کا نصف ہے اور اگر اس کو بیکار گھر میں بٹھا دیا گیا تو ہم معاشی طور پر پیچھے رہ جائیں گے ۔

عورت کی تعلیم کا اس کی قومی ترقی میں معاشی لحاظ سے بہت اہم کردار ہے ۔ عورت کے اس کردار کی وجہ سے دنیا میں معاشرتی، ثقافتی ، سیاسی اور معاشی طور پر عورت کے کردار کو بہت ہی وسیع کر دیا ہے ۔ (46)

آج کل معاشیات دانوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ تعلیم پر خرچ "سرمایہ کاری" میں آتا ہے اور اس بات کی اہمیت کو بھی واضح کیا ہے کہ جتنی زیادہ تعلیم جتنے زیادہ افراد کو دلائی جائے اس کا منافع اتنا ہی زیادہ ہو گا ۔ اس لئیے کسی بھی صورت میں آدھی آبادی کو تعلیم سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ (47)

ڈاکٹر مسرت انور نے اپنی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ :-

عورتوں کی تعلیم اس لئیے ضروری ہے ۔ کہ تعلیمِ نسواں کم شرحِ افزائشِ آبادی ، بچہ کی بہتر صحت ، اطفال کی شرحِ اموات میں کمی ، اردگرد کے ماحول سے واقفیت ، ملک کی خوشحالی اور معاشی ترقی میں معاون بنتی ہے ۔ (48)

ب ۔ تعلیم نسواں اور انسانی معاشرہ

عورتوں کی تعلیم کا تعلق معاشرے میں عورت کی حیثیت سے بھی ہے۔ اگر کسی معاشرے میں عورت کی حیثیت بلند ہے تو یقیناً اس کی تعلیم و تربیت کے لئیے بھی مواقع پیدا کئیے جائیں گے اسی طرح جیسے مردوں کے لئیے تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو مختلف معاشروں میں عورتوں کی حیثیت کچھ زیادہ بلند نہیں رہی ۔ اور یوں ان کی تعلیم و تربیت کے مواقع بھی کچھ زیادہ نہیں تھے۔

ہم مختلف معاشروں میں عورت کی حالت دیکھتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں ۔ کہ ان تہذیبوں میں عورت کا معاشرتی اور معاشی مقام کیا تھا ؟ اس کی روشنی میں ہمیں اس بات کا اندازہ ہو گا کہ ان ممالک کے معاشرے میں تعلیمِ نسواں کی کیا کیفیت تھی ؟ خواتین کی معاشرے میں اہمیت ہی دراصل ان کے حقوق و فرائض کا تعین کرتی ہے ۔ اگر کوئی

معاشرہ عورت کو کھلے ذہن سے قبول کرتا ہے تو وہ اس کے حقوق کی بخوشی ضمانت دے گا اور عورت کی ترقی کیلئے ہر ممکن اقدام کرے گا۔

1 - عرب میں ظہورِ اسلام سے قبل عورت کی حیثیت

عرب میں عورت کے متعلق نظریات اور اس کی معاشرتی بے حیثیتی ، بے کسی ، لاچاری اور مظلومیت کی داستان سنائی جائے تو ہر سلیم الفطرت انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں - جاہل عرب معاشرے میں عورت کی حالت کو قرآنِ کریم میں یوں واضح کیا گیا ہے -

"اور جب خوشخبری ملے ان میں کسی کو بیٹی کی ، سارے دن رہے ، اس کا سیاہ اور جی میں گھٹتا رہے ، چھپتا پھرے لوگوں سے مارے برائی اس خوشخبری کے (جو اس کے لئیے بہت ہی منحوس اور بری خبر ہے) کہ وہ اس بیٹی کو زندہ رہنے دے اور اس ذلّت کو قبول کرے یا اس کو زندہ زمین میں گاڑ دے "-

" اور وہ بُرا ہی فیصلہ کرتے تھے - یعنی عموماً بچی کو زندہ درگو کر دیتے تھے"(49) عرب کی جہالت کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے - ایک تو وہاں تعلیم بالکل نہیں تھی - دوسرے ان کے ہاں پڑھائی لکھائی کا رواج نہیں تھا - تیسرا بمشکل پانچ عورتیں پڑھی لکھی تھیں - چوتھا وہ صریحاً گمراہی میں مبتلا تھے اور پانچواں عورتوں کی پیدائش پسند ہی نہیں کرتے تھے -

اسلام دینِ فطرت ہے اور اس میں جابجا علم کے حصول پر زور دیا گیا ہے - پھر کیا

وجہ ہے کہ عرب میں عورتیں کم پڑھی لکھی تھیں ۔ اس بارے میں احمد شبلی کا خیال ہے ۔

"میرے خیال میں اس کی وجہ وہ مشکلات ہیں جو عام طور پر طالب علموں کو برداشت کرنا پڑتی تھیں ۔ علم کیلئے سفر ناگزیر تھا اور اکثر طویل سفر کرنے پڑتے تھے ۔ عرب عورتیں اس مشقت کی عادی نہیں تھیں ۔ کیونکہ انہیں معاشرے میں ایک مقدس مقام حاصل تھا ۔ یہ بات حضورؐ کی بعثت کے بعد کی ہے ۔ جس کا اظہار ایک عرب شاعر نے ان الفاظ میں کیا ہے ۔

"ہمارا فرض ہے کہ جنگ میں حصہ لیں اور اپنے لوگوں کی آخری دم تک حفاظت کریں ۔ اور ہماری عورتوں کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ محلوں میں آرام سے بیٹھی رہیں ۔ نتیجہ یہ تھا کہ تعلیم یافتہ مردوں کے مقابلے میں پڑھی لکھی مسلم خواتین کی تعداد بہت کم تھی ۔ (50)

اگر آپ اُن پاک باز ، پاک طینت مسلم خواتین (جو واقعی اسلام سے وابستہ ہیں) کو دیکھیں تو دوسری عورتوں سے مقابلہ میں بدرجہا بہتر ہیں ۔ خصوصیت سے ہمارا اپنا ملک سعودی عرب ان سب ہی پر فائق ہے ۔ (51)

اوپر کے یہ دونوں حوالے حضورؐ کی بعثت کے بعد کے ہیں لیکن اسلامی رنگ چڑھنے سے پہلے عورتوں کی حالت انتہائی ابھتر تھی ۔ عورت بیوی کی حیثیت سے سب سے زیادہ مظلوم تھی ۔ معاشرے میں ان کی اہمیت گھر کے مال و اسباب کی سی تھی ۔ (52) وہ عورت سے لونڈیوں سے بھی بدتر سلوک کرتے تھے شوہر آقا کی حیثیت رکھتا تھا ۔ نکاح کی کوئی تعداد متعین نہ تھی ۔ (53)

مرد جب چاہتا اور جتنی مرتبہ چاہتا طلاق دیتا اور عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لیتا ۔شوہر کے متروکہ سازو سامان میں اس کا حصہ نہ ہونے کے برابر تھا ۔ بیوہ کے مال پر قبضہ کرنے کیلئے اسے دوبارہ ازدواجی زندگی سے محروم کر دیتے تھے ۔ عربوں میں بدکاری اطانیہ تھی ۔ (54)

2 ۔ یونان اور عورت

عورت کی زندگی کا مقصد صرف یہی سمجھا جاتا تھا ۔کہ وہ مرد کی غلامی اور خدمت کرے ۔یونانی عموماً عورتوں کو ایک درجہ کم مخلوق سمجھتے تھے ۔ جن کا مصرف صرف خانہ داری اور ترقیٔ نسل تھا ۔ ان کا عقیدہ تھا کہ "آگ سے جل جانے اور سانپ کے ڈس جانے کا علاج ممکن ہے مگر عورت کے شر کا مداوا محال ہے" ۔ (55)

یونانی عورت کی شادی اس کی مرضی کے بغیر کر دی جاتی تھی ۔ اور بعض اوقات تو باپ مرتے وقت اپنی بیٹی کو کسی کے حق میں وصیت کر جاتا تھا ۔ اور بیٹی کو یہ وصیت پوری کرنی پڑتی تھی ۔بھائی کی موجودگی میں وراثت سے محروم رہتی تھی ۔ اکیلی ہوتی تھی تو وارث بنتی تھی مگر وہ بھی اس صورت میں کہ باپ کے ورثاء میں سب سے بڑے لڑکے کی بیوی بنے اور اس سے جو بچہ پیدا ہو ، وہ نانا کی طرف منسوب ہو کر وراثت کا حق دار بنے ۔ازدواج کا مقصد خالص سیاسی رکھا گیا تھا ۔ تاکہ اس سے طاقتور اولاد پیدا ہو جو ملک کی حفاظت میں کام آئے ۔ (56)

یونانی اپنے اعلیٰ سے اعلیٰ تمدن کے زمانے میں بھی بجز طوائف کسی عورت کی قدر نہیں کرتے تھے ۔ (57)

جسٹس امیر علی نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے :۔

"یونان میں عورت جنس کے طور پر سمجھی جاتی تھی جس کی باقاعدہ منڈی لگتی تھی ۔اور یہ ایک قابلِ تبادلہ جنس تھی ۔اس کو ایک ایسی بُرائی سمجھا جاتا تھا کہ جس سے مفر ممکن نہیں تھا۔یعنی اس کی ضرورت گھر کا کام کرنے اور بچے پیدا کرنے کیلئے لازمی تھی ۔ (58)

3 ۔ روم میں عورت کا مقام

روم میں بھی عورت مرد کے جابرانہ استحصال کا شکار تھی ۔ وہ ایک لونڈی کی حیثیت رکھتی تھی ۔جس کا معاشرے میں کوئی حصہ یا مقام نہ تھا۔یہاں تک کہ اس کا حقِ وراثت بھی تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔ (59)

چوپاؤں کی طرح اس کی خرید و فروخت ہوتی تھی ۔ اسے شوہر کی ملکیت قرار دیتے تھے۔اور دوسری منقولہ جائدادوں کی طرح اس کا شمار کیا جاتا تھا۔ (60)
کسی معاملے میں اس کی گواہی پر بھی اعتبار نہیں کیا جاتا تھا۔ (61)
چونکہ ازدواجی زندگی کے تعلقات کو بہت ہی ہلکا سمجھا جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے طلاق کی آسانیاں اس قدر بڑھیں کہ بات بات پر رشتۂ ازدواج توڑا جانے لگا۔
رومی فلسفی اور مدبر بھی سخن کے ساتھ رومیوں کو کثرتِ طلاق پر قائم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہاں کی عورتیں اپنی عمر کا حساب اپنے شوہروں کی تعداد سے لگاتی تھیں ۔ (62)

غرضیکہ رومن تہذیب میں عورت ایک حقیر شے تھی جس کی اپنی کوئی حیثیت نہیں تھی جس کو خرید وفروخت کی شے سمجھا جاتا تھا۔ جس کی کوئی گواہی نہیں

تھی ۔ وراثت میں کوئی حصہ نہیں تھا۔ شادی جیسا مقدس بندھن مردوں کے لئے
ایک کھیل سے زیادہ نہیں سمجھا جاتا تھا۔

4 ۔ یہودیت اور عورت

کتابِ مقدس توراۃ میں ہے ۔ "عورت موت سے زیادہ تلخ ہے۔"یہودی معاشرے
میں عورت "اَشیاءُالبیع "کی مانند تھی جس کی وجہ سے باپ کو اپنی بیٹی بیچ دینے
کا اختیار تھا۔خاوندوں کے اختیارات بھی بے پناہ تھے۔عورت بعض حالات میں ملک کی
ملکیت قرار دی جاتی یا قوم کی ملکیت ہوتی تھی ۔جس کا ثبوت یوں ملتا ہے کہ اس کے
ہاں ہر شخص کا نام اسرائیل میں باقی رہنا ضروری تھا۔اس مقصد کے حصول کیلئے
عورت کی خواہشات اور عزتِ نفس کی کوئی حیثیت نہ تھی۔انہوں نے ایسی تمام خواتین
کے لئے جن کے خاوند بے اولاد فوت ہو جائیں ، لازم قرار دے رکھا تھا کہ اگر چند
بھائی اکٹھے رہتے ہوں تو اس کا نکاح کسی دوسرے آدمی سے نہ کیا جائے بلکہ اس کے
شوہر کا بھائی اس سے نکاح کرے تو جو پہلا بچہ پیدا ہو گا وہ متوفی کے نام(فوت ہونے
والا شوہر جو موجودہ شوہر کا بھائی تھا) سے منسوب ہو گا ۔ تاکہ اس کا نام اسرائیل
سے نہ مٹ سکے ۔ (63)

یہودیوں کے مطابق عورت بد طینت ، بدکردار اور نسلِ انسانی کی دشمن ہے۔
یہودی قانون میں مرد وارث کی موجودگی میں عورت وراثت سے محروم ہو جاتی ہے۔ (64)

5 ۔ عورت اور بدھمت ۔

گوتم بدھ نے حکومت اور گھر بار چھوڑ کر رہبانیت اختیار کی تھی ۔ مذہبی زندگی

کیلئے اس کے نزدیک تجّرد کی زندگی ضروری ہے۔بھکشو ازدواجی زندگی سے سخت نفرت کرتے تھے۔بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے تھے۔ عورت کا تعلیمی زندگی میں داخلہ محال تھا۔ (65)

بُدھ دھرم عورت کو گندہ اور غلیظ جانور کہہ کر اپنے پیروکاروں کو اس سے علیحدگی کا حکم دیتا ہے۔اور طرح طرح کے الزام دے کر اس بےگناہ مخلوق سے نفرت دلاتا ہے۔ (66)

6 - ہندومت اور عورت

منوراج کہتا ہے عورت بالغ ہو یا بوڑھی کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں کر سکتی۔ شوہر کی موت کی صورت میں ستی ہونا لازم تھا۔ عورت پر سنسکرت میں لڑکی کو دُہتو (دُور کی ہوئی) اور بیوی کو پتنی یعنی مملوکہ کہا جاتا ہے۔ ہندومت میں عورتوں کی حالت سب سے بدتر تھی۔ وہ زندگی کے ہر مرحلے میں مردوں کی محکوم تھی ۔عورت پہلے باپ کی مطیع، جوانی میں شوہر کی اور شوہر کے بعد بیٹوں کی محکوم رہتی ہے۔ اگر شوہر نہ ہو تو پھر شوہر کے رشتے داروں کی تابع فرماں ہونا ضروری ہے کیونکہ ہندومت میں عورت خود مختار نہیں ہو سکتی ۔ (67)

ہندو معاشرے میں شوہر بیوی کو جُوئے میں ہار دیتا تھا۔ ایک ایک عورت کے کئی کئی شوہر ہوتے تھے۔بیوہ عورت کو کسی قسم کی لذّت والی زندگی کا کوئی حق نہیں تھا۔ سماج کے ایسے برتاؤ کی وجہ سے عورت شوہر کی لاش کے ساتھ زندہ جل جانا گوارا کر لیتی تھی ۔لڑائی میں ہار جانے کے بعد عورتوں کو خود ان کے شوہر ، باپ ، بھائی قتل کر دیتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے۔

عورتوں کی عصمت اس قدر ارزاں تھی کہ ہندوؤں کے ہاں آٹھ قسم کے نکاح

تھے ۔ایک ، براھما ، دوسرا دیو ، تیسرا آرشی ، چوتھا پرجاپت ، پانچواں آسر ، چھٹا گاندھر ، ساتواں راکیشں ، آٹھواں ٹیشاچ ۔ مجموعی طور پر عورت جن خرابیوں کی حامل سمجھی جاتی تھی وہ یہ تھیں ۔ طوفان، موت ، جنہم ۔ زہریلا سانپ ، مملوکہ وغیرہ ۔

یہ سب اتنی خراب نہیں جتنی کہ ایک عورت ۔غرضیکہ ہندو دھرم میں عورت کی اپنی کوئی زندگی نہیں تھی ۔وہ تو مرد کے اشارے پر ناچتی رہتی تھی ۔باپ شوہر بیٹا اور بھائی یہ کسی نہ کسی صورت میں موجود رہ کر عورت پر حکمرانی کرتے تھے ۔

آریاؤں کی آمد کے بعد ذات پات کی بناء پر برہمنوں کو شودروں پر ہر قسم کی برتری حاصل تھی ۔برہمنوں کیلئے تعلیم حاصل کرنے کی عمر 8 سال کھشتری کیلئے 10 سال اور ویش کیلئے 12 سال تھی ۔جبکہ شودروں کو تعلیم سے محروم رکھا جاتا تھا ۔ مخصوص حالات میں عمر کی یہ حد بتدریج 16 سال ۔ 22 سال ۔ 24 سال تک بڑھائی جا سکتی تھی ۔ پھر تعلیم بھی مذہبی رسومات کی ادائیگی سیکھنے تک محدود تھی ۔

بدھ مت اور جین مت کے احیاء کے بعد تعلیم خانقاہوں میں آگئی ۔ہیونگ سان ایسی پانچ خانقاہوں کا ذکر کرتا ہے جو یونیورسٹی کی طرح کام کرتی تھیں ۔ ان میں "نالندہ" سب سے بڑی تھی ۔ یہ تمام درس گاہیں اقامتی تھیں ۔ ظاہر ہے ایسے اداروں میں تعلیمِ نسواں کا عمل دخل مشکل دکھائی دیتا ہے ۔

اور تاریخ دان اس معاملے میں خاموش ہیں ۔ ہاں البتہ شہزادیوں کی انفرادی تربیت کے واقعات ملتے ہیں ۔ دوسرے ہندو تہذیب میں پردہ کی سختی سے پابندی

کی تلقین کی گئی ہے ۔ اگر کسی برہمن زادی پر کسی نیچ قوم کے فرد کی نظر پڑ جاتی تو وہ بھرشٹ ہو جاتی تھی ۔ اس طرح ہندو عورتوں میں تعلیم کا فقدان تھا۔

7 ۔ عورت اور عیسائیت

دینِ عیسوی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی ماں مریم علیہ السلام کو بہت بلند مقام دے کر عورت کو سرخرو کر دیا۔ لیکن آہستہ آہستہ اس میں کمی آتی گئی ۔عورتوں کے بارے میں عیسائیت کے احکام کچھ اس طرح سے ہیں :-

عورت کو چاہیے کہ اپنے سر کو ڈھانپے ۔ کیونکہ وہ خدا کی صورت میں اس کا جلال ہے ۔ مگر عورت کا جلال مرد ہے اس لئیے کہ مرد عورت سے نہیں بلکہ عورت مرد سے ہے ۔ اور مرد عورت کے لئیے نہیں بلکہ عورت مرد کے لئیے ہے۔ (68)

شوتویان (جو مسیحیت کے اولین آئمہ سے تھے) نے عورت کے متعلق کہا ہے کہ وہ شیطان کے آنے کا دروازہ ہے اور شجرِ ممنوعہ کی طرف لے جانے والی اور خدا کے قانون توڑنے والی اور خدا کی تصویر مرد کو غارت کرنے والی ہے۔ (69)

عیسائی عورت کو نجاست کی پوٹ ۔سانپ کی نسل ۔منبعِ شر ۔ برائی کی جڑ ، جنہم کا دروازہ وغیرہ کے القاب سے یاد کرتے ہیں ۔ بڑے بڑے راہب اپنی ماں تک سے ملنا اور اس کے چہرے پر نظر ڈالنا معصیت سمجھتے تھے۔ (70)

عورت کے بارے میں اندازہ جولین کے ان الفاظ سے کیا جاسکتا ہے :-

عورتو ! تم نہیں جانتیں کہ تم ہی سے ایک حوّا ہے ۔ خدا کا فتویٰ جو تمہاری جنس پر تھا وہ اب بھی تم میں موجود ہے ۔ تو پھر جُرم بھی تم میں موجود ہو گا۔ (71)

Wietz Knuelsen نے لکھا ہے ۔ کہ کیتھولک عقائد کے مطابق عورت دوسرے درجے کی مخلوق ہے ۔ اور اس عہد کے لوگوں کا خیال تھا کہ عورتوں کو اقتدار تو درکنار کسی قسم کا اختیار نہیں دینا چاہئیے ۔ بلکہ ان کی سرگرمیوں کو گھر کی چاردیواری تک ہی محدود رکھنا چاہئیے ۔ (72)

"خاتونِ محل سرا کی زندگی کے بارے میں " جون" نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ پہلی چیز تو یہ ہے کہ تعلیم میں اسے کچھ شُدبُد آ جاتی تھی ۔ غالباً" بچپن میں اس کا زیادہ وقت کسی اتالیق کے ساتھ یا کسی ادنیٰ قسم کے مدرسے میں گزرتا تھا ۔ جہاں اسے صرف لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا تھا ۔ وہ داستانیں اور عشقیہ افسانے پڑھ سکتی تھی جو وہ خانہ بدوش میراثیوں سے خرید لیتی تھی ۔ ہم بلاجھجک یہ کہہ سکتے تھے کہ ادنیٰ طبقہ کی عورت کو ایسی تعلیم بھی میسر نہیں تھی ۔ (73)

انگلستان میں اواخرِ قرونِ وسطیٰ کے متعلق اے ۔ ابرام نے یوں لکھا ہے ۔

"مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی تعلیم کی کچھ بھی اہمیت نہیں تھی اور معمولی شُدبُد کے علاوہ اس سے کوئی توقع نہیں کی جاتی تھی ـــــ لوگ اپنے وصیت ناموں میں لڑکیوں کی تعلیم کیلئے کچھ رقم نہیں چھوڑتے تھے بلکہ بجائے اس کے شادی کے اخراجات کیلئے وصیت کیا کرتے تھے ۔ غالباً" اکثر والدین اس سے مطمئن تھے ۔ کہ ان کی بیٹی تھوڑی سی ابتدائی تعلیم حاصل کر کے امورِ خانہ داری میں کافی مہارت رکھتی ہو ۔ اور اس میں اچھی بیوی بننے کی صلاحیت ہو ۔ (74)

فرانسکو ڈایا بار بوینو ۔ (FRANCISCO BARBERINO) کے نزدیک امیر زادی کو نوشت و خواند سیکھنے کی محض اس وجہ سے اجازت دی گئی

تھی کہ وہ بالغ ہو کر اپنی جائداد کی دیکھ بھال کر سکے۔ جہاں تک دیگر معززین ، اطبّاء، ججوں اور دیگر شرفاء کا لڑکیوں کی تعلیم کے بارے میں سوال ہے تو وہ کافی بحث مباحثے کے بعد یہ طے کرتے ہیں کہ بہتر ہے وہ لکھنا پڑھنا نہ سیکھیں ۔تاجروں اور مزنہ کی لڑکیوں کو تعلیم حاصل کرنے کی قطعی ممانعت تھی ۔ (75)

8 ۔ قـــدیـــم ایـــران اور عـــورت ۔

قدیم ایران کی اخلاقی حالت نہایت شرمناک تھی ۔باپ کا بیٹی کو ، بھائی کا بہن کو اپنی زوجیت میں لینا کوئی غیر معمولی بات نہ تھی ۔ وہ جتنی بیویوں کو چاہتا ، طلاق دے سکتا تھا۔ اور داشتہ عورتوں کو رکھنے کا طریقہ عام تھا۔ (76)

جسٹس امیر علی نے بھی قدیم ایران کے بارے میں ایسی ہی صورت حال بیان کی ہے "حضورؐ کے وقت ایران کی حالت بہت ہی دگرگوں تھی ۔ اخلاقیات کا جنازہ نکل چکا تھا۔ کوئی اخلاقی اور معاشرتی اَقدار نہیں تھیں ۔"جس کی لاٹھی اس کی بھینس" والا حساب تھا ۔عورتوں کی حالت بہت ہی پتلی تھی۔ ان کی کوئی عزت و توقیر نہیں تھی ۔ بہن اور بیوی کے رشتے کا کوئی تقدس نہیں تھا۔ (77)

اسی طرح ایک اور جگہ پر مجوسیت کے بارے میں کہا گیا ہے ــــــــ

"مجوسیت میں عورت کی کوئی عزت نہ تھی ۔باپ بیٹی اور بہن سے بھی شادی کر سکتا تھا ۔"سکندر یونانی کا مدمقابل دالدا اپنے باپ کی بہن کا بیٹا بھی تھا۔ اور نواسہ بھی" ایران میں ایک نیا مسلک جاری کیا تھا ۔جس میں "زر ۔زمین" کے ساتھ زن کو بھی مشترک ملکیت قرار دیا گیا تھا۔" (78)

ELWELL SUTTON کے مطابق ایران میں عورتوں کی حالت بہت خراب تھی۔ —

صدیوں تک ایرانی عورت کو سر سے پاؤں تک کالے نقاب (برقع) میں ڈھانپ دیا جاتا تھا۔ اور اس سلسلے میں دوسرے اسلامی ممالک سے بھی زیادہ پردے کی پابندی کرائی جاتی تھی۔ عورتوں کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ صرف دن کے کسی مخصوص (مقرر شدہ) وقت میں باہر نکل سکتی تھیں۔ (79)

جنوری 1936ء شہنشاہِ ایران ایک سکول کی تقریب میں طالبات میں ڈپلومے تقسیم کرنے گیا۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی اور دو بیٹاں تھیں جو بغیر پردہ کے تھیں وہاں اس نے جو تقریر کی اس کا خلاصہ یہ تھا کہ "عورتیں پردے کی وجہ سے ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ گئی ہیں۔" اس کے آخری الفاظ یہ تھے۔ —

"I expect from you educated women, now that you are conscious of your rights and priveleges, you are going to perform your duty towards your country."

شہنشاہ ایران نے عورتوں کو بھی مردوں کے شانہ بشانہ تعلیم حاصل کرنے اور ترقی میں ساتھ بٹانے کی دعوت دی۔ (79 A)

1898ء میں پبلک انسٹرکیشن کا ایک کمیشن اصفہان میں بٹھایا گیا۔جو کہ تعلیم کی ترقی سے متعلق تھا۔اس میں کمیشن کے چند ممبروں نے تعلیم نسواں کے فروغ کی بھی بات کی۔ جس کو کمیشن کے باقی ممبروں نے بالکل مسترد کر دیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایران میں انیسویں صدی کے آخر میں عورتوں کی تعلیم کے بارے میں سوچ نے جنم لینا شروع کر دیا تھا۔ (80)

9۔ مصر اور خواتین :-

مصر میں بھی فارس کی طرح عورت کی کوئی قدروقیمت نہیں تھی۔ بلکہ اسے حقیر جان کر انسانیت کے تمام حقوق سے دستبردار کر دیا گیا تھا۔ (81)

انیسویں صدی میں مصر میں کئی اصلاحی تحاریک شروع ہو گئی تھیں، ان تحاریک کے بانی محمد علی پاشا اور اسماعیل پاشا تھے۔محمد علی پاشا نے ملکی تعلیمی نظام کو فرانس کے تعلیمی نظام کی طرز پر ڈھال دیا۔اس سلسلے میں حکمران طبقے کے بہت سے افراد کو یورپی ممالک میں تعلیم کی غرض سے بھیجا گیا۔ (82)

پروفیسر گبس (Gibb) نے اس سلسلے میں اپنے تبصرہ میں کہا ہے۔

"آہستہ آہستہ مصر میں اصلاحی اور ترقیاتی تحاریک شروع ہوئیں۔ مصر میں ترقی کے جراثیم پرورش پانے لگے۔ اور بتدریج مصر میں ترقی کی لہر بڑھتی گئی۔ اس کے ساتھ ہی عورتوں کی آزادی کی لہر نے بھی جنم لینا شروع کر دیا اور مغربی کلچر باقاعدہ مصر کا حصہ بننے لگا۔ (83)

سی - سی - ایڈمز نے اس بارے میں لکھا ہے " ـــــ

جب جمال الدین افغانی کے مصر میں آنے کی خبر ہوئی تو نئی پود خصوصاً طلباء نے بہت خوشی منائی - جمال الدین افغانی ویسے تو سیاسی لیڈر تھے- لیکن اصلاحی تحریک سے وہ جذباتی لگاؤ رکھتے تھے- انھوں نے FUNDAMENTALISTS کے خلاف جہاد شروع کیا- اور کہا کہ - اسلام میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ جدید زمانے کے تقاضوں کو اپنے اندر ڈھال سکے - یہ روح کہ اسلام ترقی پسند مذہب ہے ، رجعت پسند نہیں ، جمال الدین افغانی نے مصر کے طلباء اور طالبات میں پھونک دی - (84)

ایڈمنز نے اپنی کتاب میں MALAK HIFNI NASIF کا حوالہ دیا ہے جو کہ ایک بہت بڑی مصلح تھی اور جو عورتوں کے حقوق کیلئے برسرِ پیکار تھی - اس نے بہت سے مضامین لکھے جیسے "شادی شدہ عورت کا نظریہ " "کثرتِ ازدواج " "لڑکی کی تعلیم گھر میں اور سکول میں " - اس نے دس نکاتی سفارشات پیش کیں جو کہ عورتوں کی تعلیم و ترقی کے بارے میں تھیں -

- طالبات کی دینی تعلیم (قرآن و حدیث)
- پرائمری اور سیکنڈری کی تعلیم لڑکیوں کیلئے
- گھریلو سائنس کی پڑھائی ، حفظانِ صحت ، طبی امداد ، بچوں کی پرورش کے بارے میں عورتوں کو تعلیم دینا -
- عورتوں کو ملازمت میں حصہ دینا- (معلمین اور شعبۂ تعلیم میں)
- عورتوں کی تربیت (سچائی کی علمبرداریوں اور برداشت کا مادہ ان میں موجود ہو)

- عورتوں کو اس بات کی آزادی کہ جو مضامین پڑھنا چاہیں ، پڑھ سکتی ہیں ۔
- عورتوں کی شادی کے قوانین میں ترمیم اور ان کو مثبت بنانا ۔
- پردے کے بارے میں قوانین کی تبدیلی
- ملک کی فلاح و بہبود میں عورتوں کا کردار
- ملک کے مرد حضرات اس بات کو یقینی بنائیں کہ سفارشات حکومت منظور کرے۔ (85)

10 ۔ ترکی اور خواتین ۔

مسلم ممالک میں ترکی زیادہ ترقی پسند ہے۔آج کا ترکی انیسویں صدی سے بہت مختلف ہے۔ مسلم ممالک میں سے پہلے عورتوں کے حقوق کو ترکی نے تسلیم کیا اور عورتوں کی تعلیم کے بارے میں بھی ترکی عملی اقدامات کرنے والا پہلا مسلم ملک ہے۔ (کمال اتاترک کا ترکی کو جدید خطوط پر منظم کرنے میں بڑا ہاتھ ہے) (86)

HALIDE EDIBE نے ترکی کے بارے میں لکھا ہے "۔۔۔ SELIM III (1789 ــ 1807) نے سب سے پہلے اس بات پر زور دیا کہ جب تک ترقی کی دوڑ میں عورتیں شامل نہیں کی جائیں گی ، ترقی مشکل ہے۔اس بارے میں SELIM III کا نظریہ بالکل واضح تھا۔ اور وہ سلطنتِ عثمانیہ کو یورپ کی شکل میں ڈھالنا چاہتا تھا۔ اس کے اس نظرئیے کو فوراً ہی قبول نہیں کیا گیا۔بلکہ تنظیمات تحریک کی وجہ سے ترکی میں تبدیلی کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے ۔ ڈراموں میں عورتوں کو زبردست کردار دیا گیا۔ اور ان کو بہترین ہیروئن کے رول میں پیش کیا جانےلگا۔ مصنفہ HALIDE EDIBE نے کہا کہ ملک کی ترقی کا انحصار محض، اور محض عورتوں کی معشیت اور تعلیم میں شرکت پر منحصر ہے۔ (87)

ج - اسلامی معاشرہ، خواتین اور تعلیم نسواں

تاریخ شاہد ہے کہ مذہب اور تعلیم کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ مگر اسلام اور تعلیم کا تعلق آپس میں بہت زیادہ ہے۔ ساری دنیا میں جب عورت کی بُری حالت تھی، اس وقت اسلام نے عورت کو قعرِ مذلت سے نکال کر اوجِ ثریا پر پہنچا دیا۔ بحیثیتِ انسان، عورت اور مرد کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی۔ فرمان بردار مرد اور فرمان بردار عورتیں۔ راست باز مرد اور راست باز عورتیں، خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں۔ خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں۔ روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، ان سب کے لئے اللّٰہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (88)

اسلام نے عورت کو باپ کے ترکہ میں ورثہ دلایا اور عورت کو بھی مرد کی طرح ذاتی ملکیت رکھنے کا حق عطا کیا۔ معاشرہ میں عورت کی تینوں حیثیتوں نے اسے محترم بنایا ہے۔

1 - ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔

2 - تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آئے۔

3 - بیٹی کی اچھی تربیت کرنے والے والدین جنت میں جائیں گے۔

عہدِ رسالت میں مردوں کے ساتھ خواتین کیلئے بھی تعلیم کا انتظام تھا۔ آپ نے ہفتہ میں ایک دن خواتین کی تعلیم کیلئے مقرر کر رکھا تھا۔ اور مسجد میں خواتین کے بیٹھنے کا علیحدہ انتظام تھا۔ حضرت عائشہؓ کا حجرہ عورتوں کی درس گاہ تھی۔ حضرت اُمِّ سلمیٰ اور دیگر صحابیات عورتوں کو تعلیم دیا کرتی تھیں۔ اموی اور عباسی دور میں خواتین کی تعلیم کا بہترین انتظام تھا۔ قرطبہ اور سپین میں اس وقت خواتین اساتذہ اور لیڈی ڈاکٹرز موجود تھیں جب یورپ تاریکیوں میں غرق تھا۔ اسلام دنیا کا پہلا مذہب ہے۔ جس نے

عورتوں کی تعلیم کو عام کیا ۔ اسلام کامل دین ہے اور اس نے دین اور دنیا دونوں میں کامیابی کا سلیقہ سکھایا۔ مذہب اور معاشرے کو ایک ساتھ چلایا ہے۔اسلامی نظام کے گہرے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شریعت عورت کو علم سے استفادہ میں تمام معاشرتی سہولتیں بہم پہنچانا چاہتی ہے۔ (89)

اسلام زندگی کا ایک جامع نظام پیش کرتا ہے ۔جو دین اور دنیا دونوں زندگیوں پر محیط ہے اسلام کا انسان دونوں جہانوں کا بادشاہ ہے ۔ قرآن کریم میں ہے۔ وہی اللہ ہے جس نے ایک رسولؐ ان میں سے اٹھایا ۔ جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے ۔اور ان کی زندگی سنوارتا ہے۔ان کو حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ (90)

- حضور کا کام قرآن مجید کی تعلیم دینا ہے۔
- افکار و اعمال کو سنوارنا ۔ سدھارنا ۔ اور دانائی کی تعلیم دینا ۔
- حکمت کی تعلیم دینا ۔

ان تمام امور میں تعلیم سرِفہرست ہے ۔اسلام علم کے حصول کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہے۔اسلام میں تعلیم فرض ہے ۔دنیا کی کسی تہذیب میں اور کسی مذہب میں تعلیم لازمی نہیں ہے۔کسی الہامی کتاب میں ایسا کوئی حکم موجود نہیں ہے۔ مگر یہ شرف عرب کے ایک اُمّی ہی کو حاصل ہے ۔کہ انہوں نے علم کی تحصیل تمام انسانوں خواہ مرد ہو یا عورت فرض قرار دی ۔ (91)

سید مودودی فرماتے ہیں کہ عورتوں کو دینی اور دنیوی علوم نہ صرف سیکھنے کی اجازت دی گئی ہے بلکہ ان کی تعلیم و تربیت کو اسی قدر ضروری قرار دیا گیا ہے۔جس قدر مردوں کی تعلیم و تربیت ضروری ہے ۔حضورؐ سے دین و اخلاق کی تعلیم جسطرح مرد

حاصل کرتے تھے۔ اسی طرح عورتیں بھی حاصل کرتی تھیں آپ نے ان کے لئیے اوقات مقرر فرما دئیے تھے۔ (92)

جنگِ بدر میں جن قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑا گیا ، ان کے بارے میں ہے۔ کہ حضور نے فرمایا کہ ہر شخص ، دس - دس ، مسلمان بچوں (ان میں بچیاں بھی ضرور شامل ہوں گی) کو پڑھائے گا۔ اسی طرح حضرت معاذ بن جبل کو حضورؐ نے ہدایت فرمائی کہ یمن جا کر تعلیم کا انتظام فرمائیں۔ یمن کے گورنر عمرو بن حزم کی تقرری کے وقت حضورؐ نے ان سے بھی یہی فرمایا کہ وہاں جا کر تعلیم کا انتظام ضرور کرنا ہے (93)

علامہ اقبالؒ کی نظر میں عورت کی عظمت کا راز جذبۂ امومت میں ہے۔ آپ عورت کی تعلیم کے ذریعے اسی جذبہ کو زندۂ جاوید دیکھنا چاہتے تھے۔ آپ کا کہنا ہے کہ خاندان کی زندگی اسی جذبہ امومت سے وابستہ ہے۔ جس قوم کی مائیں فرائض امومت ادا کرنے سے کتراتی ہیں ، اس کا معاشرتی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اقبال عورت کیلئے زوجیت اور امومت کا یہی فطری اور حقیقی منصب متعین کرتے ہیں ۔ اور ایک تعلیم یافتہ اور دین دار عورت ہی اپنی اپنی دو حیثیتوں بیوی اور ماں بن کر فطرت کے دو عظیم الشان مقاصد تسلسلِ نسلِ انسانی اور تشکیل و تعمیرِ معاشرہ و ملت کی تکمیل کر سکتی ہے۔ (94)

اسلام دینِ فطرت ہے اِس نے عورت کو حصولِ علم کا پورا پورا حق دیا ہے۔ حضور نے عورت کے اسی فطری و دینی حق کے پیشِ نظر متعدد مواقع پر مردوں کو حکم فرمایا اور ترغیب و تلقین فرمائی کہ وہ عورتوں کو دینی تعلیم اور قرآن و سنت سے روشناس کرایا کریں چنانچہ آپ نے فرمایا ۔ "اپنے بیوی بچوں کی طرف لوٹ جاؤ ۔ ان ہی میں

رہو ۔ ان کو دین کی باتیں سکھاؤ اور ان پر عمل کرو ۔ " (95)

ایک اور جگہ فرمایا :-

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ کو ایسی دو آیتوں پر ختم کیا ہے ۔ جو مجھ کو اس مخصوص خزانے سے دی گئی ہیں جو عرش کے نیچے ہے ۔ پس تم خود بھی سیکھو اور اپنی عورتوں کو بھی سکھاؤ ۔ (96)

حضرت عائشہؓ نے ایسی عورتیں جو علم کا شوق رکھتی تھیں کے بارے میں فرمایا :-

"انصاری عورتیں کیا خوب ہیں ؟ دین کو سمجھنے کے سلسلے میں حیا ان کے آڑے نہیں آتی ۔ (97)

بقول ابن خلدون علوم و فنون کی تحصیل انسان کا فطری تقاضا ہے ۔ (98)

حضرت عمرؓ نے ایک حکم نامہ اہلِ کوفہ کو لکھا تھا :-

"اپنی عورتوں کو سورۃ نور کی تعلیم دو " (99)

امام بخاری نے اپنی صحیح میں "ھل یجعل للنساء یوما" کا باب قائم کر کے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ عورتوں کا گھر سے باہر کسی جگہ جمع ہونا اور علم حاصل کرنا جائز ہے ۔ نقل کیا ہے کہ عورتیں ایک جگہ جمع ہوئیں ۔ حضورؐ وہاں تشریف لے گئے اور انھیں ضروری امور کی تعلیم دی ۔ (100)

حضور نے فرمایا :-

"جس شخص کے ہاں بیٹی ہو پھر وہ اسے بہترین آداب سکھائے اور عمدہ ترین تعلیم دے اور مقدور بھر اس کے ساتھ حُسنِ سلوک کرے تو وہ بیٹی اس کے لئیے جنہم

کی آگ سے چھٹکارے کا باعث بنے گی ۔ (101)

حضرت ابوسعید خُدری سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، پھر انہیں (پڑھایا) سکھایا ، ان کی شادیاں کیں اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا ، تو اس کے لئیے جنّت ہے۔ (102)

د ۔ پاکستانی معاشرہ اور تعلیم نسواں :-

پاکستان کے آئین میں پاکستانی عورت کو تحفظ دیا گیا ہے۔ قانون کی نظر میں تمام پاکستانی شہری برابر ہیں (خواہ عورت ہو یا مرد) صنف کی بنیاد پر کسی قسم کی تفریق نہیں کی جائیے گی ۔ عورتوں اور بچوں کا خاص خیال رکھا جائیے گا۔ (103)

آئین میں ان شقوں کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں مرد اور عورت میں فرق کی بنیاد پر فیصلے کئیے جاتے ہیں مثلاً میڈیکل کالجز میں داخلے کا جو نظام ہے وہ اس فرق کی واضح مثال ہے۔ 1986ء میں کل 3303 سیٹوں میں سے صرف 753 لڑکیوں کیلئے تھیں ۔ (104)

اس کے علاوہ بھی ابھی تک عورتوں کو تعلیم کے خاطر خواہ مواقع نہیں دئیے جا سکے اور اس راستے میں بہت سی دشواریاں حائل ہیں ۔

- ہماری زیادہ تر آبادی اَن پڑھ ہے ۔ والدین اور بزرگوں کی اکثریت کے اَن پڑھ ہونے کی وجہ سے تعلیمِ نسواں کو خاطر خواہ اہمیت نہیں ملتی ۔
- ہمارے معاشرے میں عورت کو مرد اپنے برابر نہیں سمجھتا ہے، اس لئیے وہ عورتوں کو تعلیم دلا کر اپنے برابر نہیں لانا چاہتے ۔

- تعلیمِ نسواں کے بارےمیں یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس سے اکثر لڑکیاں اپنے رسم و رواج سے باغی ہو جاتی ہیں اور گھر کا کام کاج کرنا چھوڑ دیتی ہیں۔ اس لئیے گھر والے عورت کو تعلیم دلانا نہیں چاہتے ۔
- ہمارے معاشرے میں عورت کی ملازمت کو پسند نہیں کیا جاتا۔لوگوں کا خیال ہے کہ عورت پڑھ لکھ کر ملازمت اختیار کرے گی ۔
- بعض والدین بچیوں کو پڑھانا چاہتے ہیں لیکن باہر کے حیا سوز اور مادر پدر آزاد ماحول کو دیکھ کر ڈر جاتے ہیں ۔
- غربت کی وجہ سے بھی بچیوں کو نہیں پڑھایا جاتا جب کسی ایک کو تعلیم دینے کا سوال ہو تو پھر لڑکے کے حق میں ووٹ جاتا ہے۔
- دیہات میں اکثر سکول گھر سے دُور ہیں والدین بچیوں کو اکیلا گھر سے دُور نہیں بھیجنا چاہتے ۔مزید برآں والدین کا خیال ہے کہ تعلیم حاصل کرنے کے دوران کا عرصہ ضائع ہوتا ہے ۔کیونکہ اس عرصے میں بچی گھر کا کام کاج نہیں کرتی ۔
- خواتین اساتذہ دیہات میں نہیں جاتی ہیں کیونکہ ان کیلئیے رہائش اور ٹرانسپورٹ کا مسئلہ ہے۔
- لڑکیاں تعلیم حاصل کر کے بیاہ دی جاتی ہیں ۔ اس لئیے والدین کہ لڑکیوں کی تعلیم کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ۔
- پڑھی لکھی لڑکیوں کو ان کے برابر کا رشتہ ملنا مشکل ہو جاتا ہے۔
- ہمارا معاشرہ عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق دینے کیلئیے تیار نہیں اور ترجیحی سلوک خواتین کی تعلیم میں بڑی رکاوٹ ہے۔

- بعض اوقات والدین چاہتے ہیں کہ لڑکی پڑھ لکھ جائے مگر دوسرے رشتہ دار اس میں مزاحم ہوتے ہیں ۔
- خواتین کیلئے تعلیمی سہولتیں ۔خواتین اساتذہ اور خواتین تعلیمی ادارے نہ ہونے کے برابر ہیں ۔
- مخلوط تعلیمی ادارے بھی خواتین کی تعلیم میں رکاوٹ ہیں ۔
- تعلیم پر حکومت بہت کم خرچ کرتی ہے اور اس طرح سے تعلیمی سہولتوں کے فقدان کی وجہ سے عورتوں کیلئے تعلیمی ماحول موافق نہیں ہے ۔جس کی وجہ سے لڑکیاں تعلیم حاصل نہیں کر پاتیں ۔ (105)

حکومتِ پاکستان اس سلسلے میں خصوصی توجہ دے رہی ہے ۔حکومت نے تعلیمِ نسواں کے فروغ کیلئے *Non-formal* ایجوکیشن ، محلہ اور مسجد سکول کا اجرا کیا ہے ۔ پرائم منسٹر لٹریسی کمیشن دیہات میں لڑکیوں کی تعلیم کیلئے 100 سنٹرز قائم کر رہا ہے ۔سوشل ایکشن پروگرام نے بھی لڑکیوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی ہے ۔ مزید برآں قومی تعلیمی پالیسی 2002ء تک خواتین کی خواندگی کی شرح 90% سے زیادہ تک لے جائی جائے گی ۔ (پرائمری سطح پر خواتین کی شرکت کی شرح 93.5% تک کر دی جائے گی (2000ء تک)۔علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے ذریعے بھی خواتین کی تعلیم کو فروغ دیا جا رہا ہے ۔ویمن ڈویژن اور *N.G.Os* (*Non-government Organisations*) ، اور فلاحی ادارے بھی اس معاملے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں ۔ (106)

قومی تعلیمی کمیشن 1959ء کے مطابق تعلیمِ نسواں کے مقاصد درج ذیل ہیں :-

- طالبات کی اخلاقی، مذہبی اور جسمانی نشوونما کرنا ۔
- تمام علاقوں میں عورتوں کو خاص سہولتیں مہیا کر کے حصولِ تعلیم کے یکساں مواقع فراہم کرنا ۔
- طالبات کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کی نشوونما کرنا ۔
- عورتوں کو اس قابل بنانا کہ وہ اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ ہو سکیں ۔
- طالبات میں تجسّس، محنت اور دیانت داری جیسی قابلِ قدر عادات پیدا کرنا

عورتوں کو اس قابل بنانا کہ وہ بچوں کی صحیح طور پر نشوونما کریں ۔ ایک اچھے اور ترقی یافتہ معاشرے کو جنم دے سکیں ۔

- عورتوں کو اس قابل بنانا کہ وہ گھریلو معاملات اور گھریلو زندگی کے ہر پہلو سے آگاہ ہو سکیں اور خانگی امور کو بطورِ احسن نمٹا سکیں ۔
- عورتوں میں ملکی اور غیر ملکی معاملات کو جانچنے کی سمجھ بوجھ پیدا کرنا ۔
- عورت کو اس قابل بنانا کہ وہ اپنے آپ کو معاشرے کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے مطابق ڈھال سکے ۔ (107)

قومی تعلیمی کمیشن 1959ء کے مطابق تعلیمِ نسواں کے مقاصد اتنے اعلیٰ ہیں کہ کسی بھی خاتون کو تعلیم سے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے ۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سب معاشرے میں اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا کریں ۔ علماءِ کرام ، بالخصوص بالخصوص دیہاتی لوگوں علم کی ترغیب دیں ۔ تاکہ وہ زمانے کے جدید تقاضوں کو سمجھیں ۔ معاشی مجبوریاں کو سمجھیں اور ترقی یافتہ ممالک کی مثال سامنے رکھیں ۔

تعلیم کے معاملے میں جاپان اور سری لنکا کو دیکھیں کہ وہ ہم سے کتنے آگے نکل گئے
ہیں - ہمیں بھی اب آگے بڑھنا ہے - اور اپنی خواتین کو تعلیم یافتہ بنانا ہے -
کیونکہ کوئی قوم ، کوئی ملک تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا - تعلیم اور ترقی لازم و ملزوم
ہیں - اور یہ ترقی اسی وقت ممکن ہو گی - جب عورت کو بھی مرد کی طرح تعلیم کے حصول
کے مواقع میسر ہوں -

حوالہ جات

1 ۔ ادارہ تعلیم و تحقیق جامعہ پنجاب (1992) "جامعہ خواتین ۔ کیوں اور کیسے" ۔ص 9

2 ۔ جیوش انسائیکلوپیڈیا جلد ۔ 6 ۔ ص ۔ 508

3. Leki, History of European Morals, Vol. 3; P. 142.

4. Row Botteny, Sheila (1973); Woman's Consciousness, Man's World, Hammondswork, Pelican, P. 12.

5. Edileen M. Byrne, Women Education, 1978, P. 55.

6. Redney, G. S; (1884); Our Daughters; Their Lives and Hereafter; Hodderd and Soughton, London, P. 159.

7 ۔ علامہ شبیر بخاری "جامعہ خواتین کیوں ؟" کمیشن برائے جامعہ خواتین ، حکومت پنجاب محکمہ تعلیم لاہور ، 1992ء ص ۔ 94

8 ۔ مس فہمیدہ "اصولِ تعلیم" علمی کتاب خانہ اردو بازار، لاہور، 1985 ، ص ۔ 84

9. World Encyclopedia, Vol. 6, P. 367

10. Dictionary of Education, P. 618.

11 ۔ پروفیسر خورشید احمد "اسلامی نظریۂ حیات" ادارہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، کراچی یونیورسٹی، کراچی ، 1986ء ، ص ۔ 423

12 ۔ القرآن، البقرہ، رکوع ، 4، آیت 33 ۔ 37

13 ۔ محمد حسین زبیری "مشاہیر کے تعلیمی نظریے" ادارہ ثقافتِ پاکستان ، لاہور ، ص ۔ 292-291

14 ۔ ڈاکٹر پروفیسر خالد علوی "اسلام کا معاشرتی نظام" اسلامک پبلی کیشنز لاہور ، 1970 ۔ ص ۔ 69

15 ۔ مولانا جلیل احسن ندوی "راہِ عمل" اسلامک پبلی کیشنز لاہور ، 1956 ص ۔ 370

16 - مشکوٰتہ المصابیح، کتابُ العلم ، فصلِ اول، حدیث نمبر 229

17 - مولانا محمد حنیف ندوی " افکارِ غزالی " ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور ، ص۔ 78

18 - Nabi Amin Faris, The Book of Knowledge, P. 24.

19 - Amir Ali, Spirit of Islam, Institute of Islamic Culture Pakistan, Lahore, P. 361.

20 - سید علی ہجویری "کشفُ المحجوب" محکمۂ اوقاف ، لاہور ، ص۔ 66 - 65

21 - محمد یُوسف اصلاحی " روشن ستارے " اسلامک پبلی کیشنز لاہور ، ص۔ 9

22 - ڈاکٹر احمد شبلی "تاریخِ تعلیم و تربیتِ اسلامیہ ، ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ پاکستان ، لاہور ، 1963 ھ ص۔ 134

23 - پروفیسر غلام عابد خان - "عہدِ نبوی کا نظامِ تعلیم "مکتبۂ کارواں لاہور ، ص۔ 36 - 35

24 - پروفیسر چوہدری غلام رسول " مطالعہ اسلامیات " ص۔ 285 - 284

25 - القرآن، پارہ نمبر 27 ، سورتہ النجم، آیت - 38

26 - القرآن، پارہ نمبر 5، سورتہ النساء، نمبر 32

27 - القرآن، پارہ نمبر 4 ، سورتہ آل عمران، آیت نمبر 195

28 - عبد القیوم ندوی "خاتونِ اسلام کا دستورِ حیات ، ص - 152

29 - ایضاً ، ص۔ 49

30 - سید ابُوالاعلیٰ مودودی "پردہ" ص۔ 247

31 - مہر سعید اختر " تعلیمِ نسواں" محور " لاہور ، تعلیم نمبر، 1977 ، ص۔ 39

32 - سید رشید احمد "اسلامی عہد میں تعلیمِ نسواں "نقوش" لاہور ، رسول نمبر ، جلد ۔4 ص

33 - سید جلال الدین عمری "عورت اسلامی معاشرے میں" ص - 211 - 209

34 - امام غزالی ، "احیاءُالعلوم" 3 = 92، طبع قاہرہ ، 1967ء (1387ھ)

35 - سنن ابی داوُد ، 2 - 406 طبع ،کانپور

36 - حافظ محمد سعد اللہ منہاج ، حثییت نسواں نمبر، حصہ دوم، شمارہ 4 ، اکتوبر 1984ء، ۲

37 - حافظ محمد سعد اللہ منہاج ، حثییت نسواں نمبر، حصہ دوم ، شمارہ 4 ،
مرکز تحقیق دیال سنگھ لائبریری ، لاہور ، ص - 155

38 - جعفر شریف ، قانون اسلام ، ص ، 50 - 47

39 - تاریخِ فرشتہ ، جلد چہارم، ص- 236

40 - بلاذری، فتوح البلدان ، ص - 458

41 - ڈاکٹر احمد شلبی "تاریخِ تعلیم و تربیتِ اسلامیہ" ادارہ ثقافت اسلامیہ ، لاہور

1963ء ص - 155 - 154

42 - ابن سحنون، آداب المعلمین ، ص - 23

43 - پروفیسر محمد یونس میثو، "اقبال اور تعلیمِ نسواں" الخیر ، ملتان، جلد 14، شمارہ 11 - 10

مارچ 1997ء ، ص- 28

44 - علامہ اقبال "عورت اور تعلیم" ضربِ کلیم ، ص- 96

45 - ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور ، ادارہ تحقیقات اسلامی ، اسلام آباد ،

1988ء، ص، 320

46 - W. M. Zaki (Dr), Education of Women, National Education Council, Islamabad, 1990, P. iii.

47 - ______________, Higher Education, 1973, P. 27-28

48. Dr. Musarrat Anwar, Report on Role of Govt. Agencies for the Upgradation of Female Education, April 18—20, 1987, Seminar held under Academy of Education & Management, P. 17.

49 ـ القرآن، پارہ نمبر ۱۴ ، سورۃ النحل، آیات ، 58 ـ 59

50 ـ احمد شلبی "مسلمانوں کا نظامِ تعلیم"، مترجم ادریس صدیقی ، اردو اکیڈیمی سندھ

کراچی ، 1985 ، ص ـ 215

51 ـ مولانا طاؤ الدین ندوی ، "اسلام میں خواتین کی تعلیم و تربیت اور پردے کی اہمیت"

الحق، اکوڑہ خٹک، جلد 19 ـ شمارہ 11 اگست 84 ، ص ـ 33

52 ـ عبدالقیوم ندوی "خاتونِ اسلام کا دستورِ حیات" ص ـ 11

53 ـ شاہ معین الدین "تاریخِ اسلام" ص ـ 10

54 ـ عبدالقیوم ندوی "خاتونِ اسلام کا دستورِ حیات" ص ـ 11

55 ـ سید جلال الدین عمری "عورت، اسلامی معاشرے میں" صفحہ 20

56 ـ ایضاً " ص ـ 21

57 ـ مولانا محمد ظفر الدین "اسلام کا نظامِ عفت و عصمت"، ص ـ 36

58- Syed Ameer Ali, The Spirit of Islam, P.153.

59 ـ سید علی بلگرامی ، "تمدنِ عرب" ، ص ـ 460

60 ـ مفتی محمد شفیع "معارف القرآن" ص ـ 548

61 ـ سید جلال الدین عمری "عورت، اسلامی معاشرہ میں" ص ـ 21

62 ـ مولانا مودودی "پردہ" ص ـ 23 ـ 22

63 ۔ سید جلال الدین عمری "عورت اسلامی معاشرہ میں ، ص۔ 22

64 ۔ ادارہ تعلیم و تحقیق پنجاب یونیورسٹی لاہور ، جامعۂ خواتین کیوں اور کیسے ، 1992 ص۔ 0

65 ۔ ایضاً 1992ء ص۔ 0

66 ۔ عبد القیوم ندوی "اسلام اور عورت " ص۔ 22

67 ۔ سید علی بلگرامی " تمدنِ عرب " ص ۔ 459

68 ۔ جلال الدین عمری "عورت اسلامی معاشرہ میں " ص ، 22

69 ۔ سید مودودی " پردہ " ص ۔ 25

70 ۔ مولانا محمد ظفر الدین "اسلام کا نظامِ عفت و عصمت " ص ۔ 42

71 ۔ شعبۂ تعلیم و تحقیق پنجاب یونیورسٹی "جامعہ خواتین کیوں اور کیسے ؟ "ص۔ 10

72 ۔ احمد شبلی "مسلمانوں کا نظامِ تعلیم " ترجمہ ادریس صدیقی 1985ء ص۔ 215

73- John Longdon Davis' Short History of Women's Review, P.110

74- A. Abram, English Life and manners in the Latter middle ages; P. 216

75- Encyclopedia of Education, Vol. V, P. 1790

76 ۔ مظہر الدین صدیقی "اسلام اور مذاہبِ عالم " ص۔ 204

77- Justice Ameer Ali, Spirit of Islam; P. 227

78 ۔ شعبۂ تعلیم و تحقیق" جامعہ خواتین کیوں اور کیسے ؟ ص۔ 10

96 - ابو محمد دارمی، سنن دارمی، بوحاشیہ 312 طبع ، دھلی - 1337ھ

97 - بخاری شریف 1-24، کرزن پریس دھلی، انڈیا ، ۱۳۸۷ء

98 - مولانا محمد حنیف ندوی، افکار خلدون، طبع ادارہ ثقافت اسلامیہ لاھور ، ۱۹۹۰ء، ص ۱۸۲

99 - واللہ محمد بن احمد القرطبی الجامع الاحکام القرآن 12 - 158، طبع ، مصر 1387ھ

100 - حافظ محمد سعد اللہ منہاج، حیثیتِ نسواں نمبر، حصہ دوم شمارہ 4

دیال سنگھ لائبریری لاھور - اکتوبر 84 ، ص- 151 ، 150

101 - علی متقی السندی، کنز العمال ، 22 ، 48، طبع حیدر آباد دکن ، ۱۹۲۳ .

102 - سلیمان ابن اشعث - سنن ابی داؤد ، 2 ، 700 طبع کان پور ، ص ۳۰۲

103- The Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973, P.3103

104- National Educational Council, Femal Teachers in Rural Areas; P.23

105 - شعبہ تعلیم و تحقیق پنجاب یونیورسٹی لاھور ، جامعہ خواتین کیوں اور کیسے ؟

، 1992ء ، ص ص 24،26

106 - اکنامک سروے آف پاکستان 1996 - 1995 ص ص 116 - 115 اور اکنامک سروے

آف پاکستان 1997ء - 1996ء ص ص- 121

107 - حکومتِ پاکستان رپورٹ " قومی تعلیمی کمیشن " 1959 ، ص- 114